REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO-P/GDP-23

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۳

شمارہ ۲۷

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۷ محرم ۱۴۱۵ ہجری | ۷ وفا ۱۳۷۳ ہش | ۷ جولائی ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

۲ جولائی سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج کل کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے۔ نیز دورہ میں کامیابی و کامرانی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں

٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی

حضرت مولوی محمد حسین رضی اللہ عنہ صاحب وفات پاگئے

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سبز پگڑی والے) لمبی علالت کے بعد ۱۹ جون ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد (پاکستان) میں بقضائے الٰہی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی اور ۱۹۰۲ء میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے والد حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ آف بٹالہ تھے۔ آپ وہی بزرگ تھے جنہوں نے مشہور مقدمہ مارٹن کلارک (اگست ۱۸۹۷ء) کے دوران مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اپنی چادر سے یہ کہہ کر اٹھا دیا تھا کہ "اٹھو میری چادر چھوڑ دو۔ جو عیسائیوں سے مل کر ایک مسلمان کے خلاف جھوٹی گواہی دینے آیا ہوا ہے میں اسے بٹھا کر اپنی چادر پلید نہیں کرا سکتا"

(ارشاد حضرت مصلح موعودؓ منقولہ الفضل جلد ۴۴ نمبر ۲۸۴ ۱۹۵۶ء)

۱۹۰۱ء میں حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ بٹالہ سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تو حضرت مولوی صاحب کو ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۸ء تک مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجالس میں بیٹھنے اور حضرت اقدس کی زبان مقدس سے روح پرور کلمات سننے کے بہت سے قیمتی مواقع میسر آئے۔ آپ شروع ہی سے پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران آپ بصرہ تشریف لے گئے اور جنرل فرانس ... متری کے فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ غیر احمدی مسلمانوں اور غیر مسلموں میں زور شور سے تبلیغ کرتے رہے اور جولائی ۱۹۱۲ء کو قادیان واپس پہنچے

اپریل ۱۹۲۴ء سے جون ۱۹۲۸ء تک تحریک شدھی کے خلاف جہاد میں سرگرم عمل رہے اور بڑے بڑے تبلیغی معرکے سر کئے۔ آریہ سماجیوں سے کامیاب مناظرے کئے بعض مساجد کی تعمیر نو کرائی اور بیگانہ مسلمانوں کو پھر سے اسلام کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو بیوری، فرخ آباد اور بیٹھ کے حلقہ جات کا امیر المجاہدین کے عہدہ پر مقرر فرمایا تھا۔ یہاں سے تبادلہ کے بعد آپ کو مرکز کی طرف سے لدھیانہ، انبالہ، پٹیالہ اور جھونڈ ریاست میں شاندار رنگ میں پیغام حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جولائی ۱۹۳۳ء سے جولائی ۱۹۴۷ء تک (مختصر وقفہ کے ساتھ جبکہ آپ کرنال وغیرہ میں متعین ہوئے) حضرت مولوی صاحب نے کشمیر میں جلسوں، مناظروں، ملاقاتوں اور اپنے پاک نمونہ اور دعاؤں سے احمدیت کی دھاک بٹھا دی اور کئی سعید روحیں آپ کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے کیمبل پور جہلم اور گجرات کے دورے کر کے احمدی مہاجرین کی بحالی اور جماعتی تنظیم و نسق کی مضبوطی میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور پھر ایک لمبا عرصہ تک نظارت اصلاح و ارشاد مقامی کے زیر انتظام پنجاب کے طول و عرض میں احمدیت کا نور پھیلانے میں سرگرم عمل رہے اور زندگی کے آخری سانس تک دعوت الی اللہ کا فریضہ والہانہ شان سے ادا کرتے رہے

(باقی صفحہ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے آپ کے متعلق درج ذیل ایمان افروز تذکرہ فرمایا:-

"ایک افسوس ناک خبر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی مولوی محمد حسین صاحب جو انگلستان کے جلسے میں بھی شرکت فرماتے رہے اور کثرت سے لوگ ان کو اس وجہ سے ملتے رہے۔ تبرک کے لئے تاکہ وہ تابعین میں شمار ہو جائیں۔ ان کے پاس بیٹھیں میں نے بھی اپنے نواسیوں کو اور نواسوں کو ان سے اسی وجہ سے ملایا تھا اور تصویر بھی کھینچی تھی تاکہ وہ کہہ سکیں کہ ہم نے ایک صحابی کو دیکھا اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا یہ برکتیں بہت ہی کم رہ گئی ہیں۔ اب اور مولوی محمد حسین صاحب کا اپنا ایک مقام اور رنگ تھا سبز پگڑی والے کہلاتے تھے۔ بچپن کے زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صندوق کی یا سیف کی چابی گم گئی تو آپ نے چابی بنوانے کے لئے بازار میں بھجوایا جہاں ان کے والد غالباً لوہارے کا کام کرتے تھے تو ان کو بھیجا گیا کہ آپ جا کر چابی ٹھیک کریں یا چابی درست کریں یا کھول دیں تالہ تو بھی شکل تھی تو یہ واقعہ ان کو خوب اچھی طرح یاد تھا اور سبز پگڑی والے مشہور تھے ہر جگہ مبلغ کے طور پر جہاں پھرتے تھے ہر دلعزیز ہوتے تھے۔ غیر احمدی علماء ان سے بہت گھبراتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو استدلال کی بھی بڑی طاقت نصیب تھی اور طبیعت میں مزاح بھی تھا جہاں موقع محل کا تقاضہ ہو وہاں مزاح ملا کر جاتا اپنی دلیل کو بڑی طاقت عطا کر دیا کرتے تھے کل اطلاع ملی ہے کہ آپ وصال پا گئے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۷ وفا ۱۳۷۳ ہش

عورتوں کے لئے اسلام کے پیش کردہ حقوق سے بہتر کسی نے پیش نہیں کئے

بنگلہ دیش کی ایک مصنفہ تسلیمہ نسرین نے گذشتہ دنوں ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ غلامانہ سلوک کیا ہے اور یہ کہ ہمارا مذہب عورتوں کو انسانی وقار نہیں دیتا۔ عورت آدم کی پسلی سے بنی ہے۔ تسلیمہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ میں مذہب کے خلاف اس لئے لکھتی ہوں کہ اگر عورت ایک انسان کی طرح رہنا چاہتی ہے تو اس کو مذہب اور اسلامی قانون سے باہر رہنا ہوگا اسلام کے دائرے میں وہ آزادی سے سانس نہیں لے سکتی۔ (بحوالہ ہند سماچار جالندھر ۲۲/۶/۹۴)

اس بیان سے موٹے طور پر درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں۔

۱۔ اسلام نے عورتوں کے ساتھ غلامانہ سلوک کیا ہے۔

۲۔ اسلام عورتوں کو انسانی وقار نہیں دیتا

۳۔ اسلام کے دائرے میں عورت آزادی سے سانس نہیں لے سکتی

جہاں تک اسلام کی عورتوں کے حقوق سے متعلق حسین اور جامع تعلیم کا تعلق ہے آئندہ کسی قدر تفصیل سے اس پر روشنی ڈالیں گے تاکہ صحیح اسلامی تعلیم کا پتہ چل سکے۔ پہلے ہم یہ بتانا ضروری ہے کہ اسلام ہر شخص کو پیدائشی طور پر دینی و دنیوی آزادی کا حق دیتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ) دین میں کسی قسم کا جبر نہیں۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (کہف)

جو چاہے ایمان لائے جو چاہے انکار کرے۔

اسلام کسی کے دینی معاملات میں مداخلت کو جائز نہیں سمجھتا حتیٰ کہ بیٹا اگر سمجھتا ہے کہ میرا باپ غلط راستہ پر ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دے اور جیسے وہ چاہے اختیار کرے یہی آزادی ہر مرد اور عورت کو حاصل ہے اسی طرح غلامی کا رواج جو اسلام سے قبل پایا جاتا تھا اسے بالکل ختم کر دیا اور غلاموں کے آزاد کرنے کو روحانیت کے بلند مقام پر فائز ہونے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ فرمایا وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَۃُ ○ فَکُّ رَقَبَۃٍ ○ (سورۃ بلد آیت ۱۳، ۱۴) یعنی تجھے کس نے بتایا کہ چوٹی کیا ہے (وہ ایک چیز کا نام ہے) چوٹی پر چڑھنا غلام کی گردن چھڑانا ہے

اسلام سے قبل جہاں غلامی کا رواج تھا وہاں خاص طور پر عورتوں کو غلام بنایا جاتا ان کو بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتا ان کو مارا اور پیٹا جاتا عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی لڑکی کے نام سے نفرت تھی اس کے پیدا ہوتے ہی یہ کیا جاتا تھا کہ زندہ در گور کر دیا جاتا جو عورت بچ جاتی اس کی حالت مردوں سے بدتر کر دی جاتی کئی کئی شادیاں جائز تھیں ماں بیٹی کی تمیز نہ تھی حتیٰ کہ مملوکہ جائیداد کی طرح ترکہ میں تقسیم کی جاتی۔

عورت کی خوش قسمتی ہے کہ ایسے وقت میں اس کے حامی رحمۃ للعالمین کا نزول ہوا اور اسے نہ صرف بنیادی حقوق ملے بلکہ معاشرہ میں عزت و وقار حاصل ہوا اس کے لئے مساوات کا قیام ہوا۔ اسلام نے ایسی تعلیم دی کہ جس کا مقابلہ دیگر مذاہب ہرگز نہیں کر سکتے اور ترقی یافتہ کہلانے والی اقوام آج بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتیں ابھی تک عورت کو بعض قوموں میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور جو ظلم و تشدد و مظالم کی داستانیں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں جن کے دفاع کے لئے مختلف کمیشن بنائے جاتے ہیں۔ اسلام نے بنیادی طور پر بحیثیت انسان دونوں میں کوئی فرق نہیں رکھا اور برابر کے حقوق دیئے ہیں تاہم مرد اور عورت کے درمیان پائے جانے والے پیدائشی فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک پر اس کے مناسب حال ذمہ داریاں ڈالی ہیں اور اپنے اپنے دائرہ کار میں دونوں کو آزادی دی ہے مرد اپنے مضبوط قویٰ کے لحاظ سے نان و نفقہ کا ذمہ دار ہے جبکہ عورت پر امور خانہ داری عائد ہیں جس طرح عورت کو کسب معاش کے لئے مردوں کے بالمقابل بہت زیادہ پریشانیوں اور دقتوں کا سامنا ہوتا ہے اسی طرح مردوں کے لئے امور خانہ داری کی ادائیگی جان جوکھم میں ڈالنے سے کم نہیں۔ یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ آزادی کے نام پر عورت کو جو مردوں کے ہم دوش کھڑا کیا جا رہا ہے اس میں بجائے آزادی کے ظلم و زیادتی کا عنصر غالب رہتا ہے عورت کے لئے ترقی کی تمام راہیں کھلی ہیں اس کے سامنے مذہب اسلام کی طرف سے کوئی روک نہیں تاہم جو ذمہ داریاں مرد کی ہیں ان کی بجا آوری سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور نہ ہی عورت اپنی ذمہ داریوں سے بچ سکتی ہیں۔ قرآن مجید نے مرد و عورت میں مساوات قائم کرتے ہوئے نسل انسانی کی تخلیق کو ایک ہی جنس سے قرار دیا ہے نہ کہ مرد کی پسلی سے جیسے کہ فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا (باقی صفحہ پر)

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی

یہ کلام موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ ہستی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ یہ بند محسن رحمۃ للعالمین کے عورت کی ہستی پر "گراں بار احسان کی یاد دہانی کے لئے ہے اور صرف ہماری صنف سے متعلق ہے۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خون جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی

عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
صلّ علیٰ محمدؐ

(الفضل خاتم النبیین نمبر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۰ء)

آئے دن ایسے روح فرسا واقعات

خطبہ جمعہ

یہ سب امور کو اپنی چوکھٹ کے قریب بھی نہیں آنے دیں یہ وہ زہر ہے جس کا روحانیت کے ساتھ ہمیشہ کا بیر ہے

مجلس شوریٰ کا دائرہ قوموں کے لحاظ سے بڑھائیں اور وسیع تر کریں، مجلس شوریٰ میں انکو اسلامی طرز مشاورت کا سلیقہ عطا کریں

اصلاحی کمیٹی صاحب فراست لوگوں پر اور گہری حس رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہئے ہر ایسے نوٹس کو باقاعدہ بیماری بننے سے پہلے دور کریں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ مئی ہجرت ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۲﴾

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴿۱۳﴾

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۲، ۱۳)

پھر فرمایا

آج دنیا کے مختلف ممالک میں جو بعض اہم اجتماعات ہو رہے ہیں ان کے سلسلے میں سب سے پہلے صوبہ سرحد کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ ان کا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کا جمعرات سے شروع ہے اور آج جمعہ کے دن جاری رہ کر شام کو اختتام پذیر ہوگا اور اب وہاں غالباً اختتام کے لمحے ہونگے، شام ہو چکی ہوگی۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ آج ۶ مئی بروز جمعۃ المبارک شروع ہو رہی ہے۔

اور اس سے پہلے کچھ اجتماعات تھے جن کی اطلاع وقت پر نہیں مل سکی ان کی بھی خواہش ہے کہ ان کا نام دعا کی خاطر لے دیا جائے۔ ایک خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ ضلع میرپور خاص (سندھ) کا اجتماع تھا جو ۲۸ اور ۲۹ اپریل دو دن جاری رہا اور ایک خدام الاحمدیہ کراچی کا اجتماع تھا جو یکم مئی کو شروع ہوا۔ اسی طرح مسجد احمدیہ چٹاگانگ کی تعمیر کا آغاز ہوا ہے ان کی خواہش ہے کہ تمام دنیا کے احباب جماعت کو ان کے لئے دعا کی خصوصی درخواست کی جائے۔

جہاں تک مجلس شوریٰ جرمنی کا تعلق ہے آج کے خطبے میں خصوصاً ان کو موضوع بنا رہا ہوں اور ان کی وساطت سے سب دنیا کو وہی نصیحتیں ہیں خصوصاً اس لئے کہ امیر صاحب جرمنی نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جہاں جرمنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تیزی سے نشوونما پا رہی ہے وہاں تربیتی مسائل بھی بہت درپیش ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس جمعے میں مجلس شوریٰ کو تربیتی مسائل پر نصیحت کریں تاکہ ہم نئی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہو سکیں۔ یعنی جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ان کو عمدگی کے ساتھ جیسا کہ حق ہے ادا کر سکیں۔ مجلس شوریٰ کے ذکر میں جو باتیں میں پہلے کہہ چکا ہوں اور گزشتہ سے پیوستہ خطبے میں میں نے نصیحتیں کی تھیں وہ تو سب کے لئے قدر مشترک ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے مگر جرمنی کے مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند باتیں میں عرض کروں گا۔ جرمنی کی جماعت یورپ میں وہ جماعت ہے جو بڑی تیزی سے مختلف اقوام میں پھیل رہی ہے اور اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا مزاج پاکستانی ہے کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں یورپین اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور اس کے علاوہ افریقن اور بعض دوسری قومیں بھی مثلاً ترک اقوام، عرب، بنگالی یہ سارے ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں دلچسپی لیتے چلے جاتے ہیں اور دلچسپیوں میں بڑھتے جا رہے ہیں اور ہر سال خدا کے فضل سے کافی تعداد ان میں سے احمدیت قبول کر رہی ہے۔ پس یہ جو مختلف اقوام کے اکٹھا ہونے کے نتیجے میں مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر روشنی ڈالنے کے لئے اور ان کا حل آپ کے سامنے رکھنے کے لئے میں نے ان آیات کی تلاوت کی ہے جو سورۃ الحجرات سے آیات بارہ اور تیرہ سے اخذ کی گئی تھیں۔

ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت جو مجلس شوریٰ جرمنی میں ہو رہی ہے اس میں تمام NATIO NALITIES کے لوگ بطور نمائندہ شامل ہیں۔ جرمن۔ پاکستانی۔ بوزنین، ترک۔ عرب، بنگالی اور متعدد افریقن ممالک کے نمائندگان باقاعدہ حیثیت نمائندہ شامل ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مشرقی یورپ کی بعض اور قوموں کو بھی شامل کیا ہے کہ نہیں مگر البانین بھی وہاں سینکڑوں کی تعداد میں اب خدا کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اس لئے بعید نہیں کہ البانین نمائندے بھی ان میں ہوں اور اگر نہیں تو اب ان کو شامل کر لینا چاہئے۔ اسی طرح رومانیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت جرمنی کو توفیق ملی ہے کہ مستقل بنیادوں پر وہاں جماعت کا قیام کرے۔ رومانین احمدی بھی جرمنی میں موجود ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ مجلس شوریٰ میں زیادہ سے زیادہ اقوام کی نمائندگی ہو اور یہ ان کی تربیت کے لئے ایک بہترین موقعہ ہے۔ پس پہلی نصیحت تو یہی ہے کہ مجلس شوریٰ کا دائرہ قوموں کے لحاظ سے بڑھائیں اور وسیع تر کریں اور مجلس شوریٰ میں ان کو اسلامی طرز مشاورت کا سلیقہ عطا کریں ان کو وہ اسلوب سکھائیں کہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے مشورہ کیسے کہا جاتا ہے اور کن شرائط کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے اور کن شرائط کے ساتھ ان آداب کی پابندی کرنی چاہئے جو اسلامی آداب ہیں اور مشورہ قبول کس طرح ہوتا ہے اس سلسلے

میں بھی اسلام مجلس شوریٰ کے موضوع پر ہر پہلو سے روشنی ڈالتا ہے۔ یعنی اس کا ہر انداز دوسری دنیا کی قوموں کے انداز سے مختلف ہے قبول کرنے کا انداز بھی مختلف ہے۔ پس اس پہلو سے ان قوموں کو مجلس شوریٰ کی اہمیت اور اس کے اسلامی آداب سکھانے کا یہ ایک بہترین موقعہ ہے۔ مگر غالباً امیر صاحب کے پیش نظر کچھ روزمرہ کے تربیتی مسائل ہیں جو مختلف سمتوں سے اٹھتے ہیں اور امیر صاحب کو تنگ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں ان امور کی روشنی میں جو مجھ تک خطوں کے ذریعے پہنچتے ہیں بعض نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں اور مجلس شوریٰ کے نمائندگان کو چاہیئے کہ ان کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر کے اپنے قلب میں جگہ دے کر، وہاں بٹھا کر پھر واپس اپنی اپنی جگہوں کو لوٹیں اور وہاں جا کر ان امور میں تربیت کی کوشش کریں۔

پہلی بات تو قرآن کریم کی ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمائی ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ

کہ دیکھو کوئی قوم کسی دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر نکلیں یا بہتر ہو جائیں۔

عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ

میں دونوں مضمون ہیں یعنی ایک پہلو یہ ہے کہ تمہیں کیا پتہ کہ وہ تم سے بہتر ہوں اور بعید نہیں کہ وہ تم سے بہتر ہوں کم سے کم اس برائی میں تو ملوث نہیں جسے تم رلیس ازم کہتے ہو اور قومی بنیاد پر کسی اور کو تحقیر سے نہیں دیکھ رہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے لوگ جو آج نیچے ہیں کل خدا تعالےٰ کی تقدیر ان کو اوپر بھی لے آیا کرتی ہے اور ہمیشہ قومیں ایک حال پہ نہیں رہا کرتیں، اس لئے فرمایا کہ تم یہ نہ کرنا کہ قومی برتری کے خیال سے دوسروں کو تحقیر سے دیکھنا۔ پاکستانی بھی وہاں بہت کثرت سے ہیں اور بعض دفعہ پاکستانیوں کا طرز عمل بھی ایسا ہوتا ہے جس سے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں بھی رد عمل پیدا ہو جاتے ہیں۔ باہر کی قوموں میں یہ قومی برتری کا تصور فسیتاً سادہ ہے اگرچہ سخت ہے سادہ اس پہلو سے کہ سفید قوموں کو سفید قوموں کی برتری کا خیال ہے اور پھر بعض علاقوں میں یہ برتری کا خیال جرمن برتری یا فرنچ برتری یا انگلش برتری میں بھی تبدیل ہو جاتا ہے مگر ہمارے ہاں بدنصیبی سے قومی برتری کے خیالات یا توہمات فرقہ فرقہ اتنے بٹے ہوئے ہیں کہ ذات پات کی تمیز، قوموں کی تمیز یہ اتنی جڑیں پکڑ چکی ہے اور پھر مذہبی بنیادوں پر بھی ایسی باتیں ہیں جن کا ہندوستان کے معاشرے پر ہمیشہ بہت برا اثر پڑا ہے مثلاً ایک زمانہ تھا جبکہ تحریک پاکستان چل رہی تھی اس زمانے میں ہندوؤں کے اوپر تمسخر اور مذاق کہ لالہ قوم ہے اس نے کیا کرنا ہے ان کو پتہ ہی نہیں لڑائی کیا ہوتی ہے اور پھر ان کے ہاتھوں اتنی مار کھائی اور ایسی ذلت اٹھائی کہ انسان اس کے تصور سے بھی شرم کے مارے سر جھکا لیتا ہے۔ یہی حال بنگلہ دیش میں اس وقت ہوا جبکہ ہندوستان کی فوجوں نے پاکستان کی ان فوجوں کو جو بنگلہ دیش میں تھیں مگر ہر دلعزیز نہیں تھیں بنگلہ دیش کی مدد سے ذلت آمیز شکست پہنچائی اور اس سے پہلے ان کے نعرے بڑے بڑے بلند تھے یہ کیا حیثیت رکھتے ہیں ہم ان کو یوں کچل دیں گے بنگالی کیا چیز ہے انہی بنگالی نے پھر اس ذلت کے ساتھ ان کو اٹھا کر اپنے ملک سے باہر پھینکا ہے کہ آج تک پاکستان کا نام قابل فخر نہیں بلکہ قابل شرم بنا ہوا ہے اور اگر کوئی شخص آج بھی پاکستان کی بات کرتا ہوا، اس کی تائید کرتا ہوا وہاں ملے گا تو ساری قوم اس سے نفرت کا سلوک کرتی ہے اس

لئے کہ نفرتیں نفرتوں کے بیج دیا کرتی ہیں جن قوموں کی تذلیل کی جائے پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ بالادستی اختیار کرتی ہیں اور پھر وہ نفرتیں یونہی مریں نہیں جاتیں بلکہ اور نفرتوں کے بیجے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

پس قومی تفاخر ہو یا ذات پات کا تفاخر ہو کہانیاں بنائی ہوئی ہیں لوگوں نے کہ کوئی میراثیوں کی، کوئی جولاہوں کی اور واقعہ یہ ہے کہ وہ قومیں جو میراثیوں اور جولاہوں پہ ہنستی تھیں ان میں وہی تصور جس پر وہ ہنسا کرتی تھیں اس تصور کو لئے ہوئے بڑے جولاہے اور بڑے میراثی پیدا ہوئے ہیں اور کشمیریوں پر ہنسا کرتے تھے دیکھو وہ کیسی بہادری سے کتنا عظیم جہاد کر رہے ہیں اگرچہ اسے اسلامی نقطہ نگاہ سے سو فیصدی جہاد قرار دینا یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔۔۔۔

ہندوستان کی حکومت چاہے پسند کرے یا نہ کرے یہ درست ہے اور یہ کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں کہ باوجود اس کے کہ ہندوستان کے دورے پر جب میں گیا تھا اور ان کو مشورے دیئے تھے کہ تم ایسے تشدد کی راہ اختیار نہ کرنا یہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تمہیں سمجھوتے کرنے چاہئیں سیاسی سطح پر اتر کے ان باتوں کو سلجھانا چاہیئے ورنہ دونوں ملکوں کا بڑا نقصان ہو گا اور کشمیر مفت میں تم دونوں کی آپس کی رقابت کی چکی میں پیسا جائے گا وہی ہو رہا ہے۔۔۔۔

جہاں تک بوزنین کا تعلق ہے ہمارا ان سے اس وقت جو محبت کا رشتہ ہے وہ ان کی مظلومیت کے نتیجے میں طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اور ہم سچے دل سے بھائیوں کی طرح ان کو اپناتے ہیں، ان سے پیار کرتے ہیں اور اس میں احمدی غیر احمدی کا کوئی فرق نہیں ہے

عظیم قربانیاں اتنا مسلسل دیتے چلے جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے مجھے تو کشمیر کی حالت دیکھ کر الجیریا یاد آتا ہے چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک ہندوستانی لیڈر کو جو ملنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے ان سے کہا تھا کہ دیکھو ڈیگال بننا پڑے گا آخر نہیں۔ ڈیگال جیسا زبردست جرنیل اور پھر بعد میں ویسا زبردست سیاستدان بھی فرانس میں کم پیدا ہوا ہے لیکن اپنی بڑائی کے باوجود اپنے سب تکبر کے باوجود، اپنی سب فراست کے باوجود، جنگی میدان میں معاملہ فہمی اور داؤ پیچ سمجھنے کے باوجود آخر اسے شکست تسلیم کرنی پڑی۔۔۔۔

ہم مشورہ دیتے ہیں نیکی اور سچائی کے ساتھ یہ قوموں کا کام ہے قبول کریں نہ کریں اگر قبول کریں گے تو ان کو فائدہ ہو گا اگر قبول نہیں کریں گے تو نقصان ہو گا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے وہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ مشورہ جو تقویٰ پر مبنی ہو اور تقویٰ اللہ کا نور ہے اس مشورے کی مخالفت کرنے والا خود اپنا نقصان اٹھاتا ہے، خود اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

تو میں مثال دے رہا تھا کہ دیکھو قوموں کے اوپر خواہ مخواہ تمسخر کرنے کے نتیجے میں جو لوگوں کو بے وقوف سمجھا کرتے تھے وہ خود بے وقوف بن گئے۔ جو لوگوں کو بزدل سمجھا کرتے تھے انہوں نے ان کو ایسی ذلت ناک شکستیں دیں کہ آج بھی ان کے تصور سے ان لوگوں کے سر جھکتے ہیں۔ پس یہ جھوٹے اور غلط خیالات ہیں۔ یہی وہ خیالات ہیں جنہوں نے یورپ میں آج پھر سر اٹھانا

شروع کیا ہے اور ریس ازم کا تصور پھر مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ احمدیوں کو خصوصاً جرمنی میں اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کرنے کی ضرورت ہے ایسا جہاد جو اعلیٰ اخلاق کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو اور حسن خلق کی تلوار سے آپ دلوں کو فتح کرنے والے بنیں۔ جب بھی آپ RACIST کے ساتھ مقابلہ کریں گے اگر اس مقابلے میں انہی کے ہتھیار آپ اٹھائیں گے تو آپ کو ضرور مار پڑے گی اور لازماً نقصان ہوگا کیونکہ ریس ازم ان جگہوں پہ پنپتا ہے جہاں اس ریس کی طاقت پہلے ہی سے بڑی ہوتی ہے ورنہ وہ دوسری قسم کے فسادوں میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی بغض کا جذبہ ریس ازم نہیں بنتا۔ ریس ازم کا گہرا تعلق عددی اور دوسرے غلبے سے ہے جہاں غلبہ ہو اور یقین ہو کہ ہم طاقتور ہیں اور بزورِ ہم کسی چھوٹی سی اقلیت کو مٹا سکتے ہیں وہاں اگر اقتصادی لحاظ سے وہ اقلیت کوئی چیلنج بن جائے یا بعض دوسرے پہلوؤں سے اسے کچھ برتری حاصل ہو تو اس کے رد عمل میں ریس ازم پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ بڑے زور کے ساتھ سر اٹھاتا ہے اور بعض دفعہ وہ ایک جنگ کا ایسا طوفان بن جاتا ہے جو سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے پس ریس ازم کو اٹھنے نہ دیں یہ بہت ہی مہلک بیماری ہے اور اس کا بہت شدید نقصان پہنچے گا اور اسلام کی راہ میں بھی یہ زہریلی بوٹی کہنا چاہیے کہ یہ ایک شیطانی

> مصنوعی محبت کبھی دل نہیں جیتا کرتی۔ محبت وہی دل جیتتی ہے جو دل سے نکلے

روک ہے جو اسلام کے رستے روکے گی جہاں ریس ازم ہو وہاں اعلیٰ اقدار کے پھیلنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہا کرتا۔ وہاں مقابلے اور جہت کے شروع ہو جاتے ہیں وہاں پولورائزیشن یعنی دو سمتوں میں بعض قوتوں کا مرکوز ہو جانا ایسے خطوط پر ہوتا ہے کہ ان خطوط میں پھر مذہبی اقدار کو داخل ہونے کا موقع ہی نہیں مل سکتا۔ پس ہر پہلو سے یہ ایک نہایت ہی خطرناک مرض ہے۔

ایک پہلو سے تو مختلف قوموں کا جرمنی میں اسلام میں داخل ہونا اور احمدیت میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے ویسے تو اللہ کا احسان ہی احسان ہے مگر اس پہلو سے بھی خاص احسان ہے کہ اس سے پہلے جو یہ خطرہ تھا کہ وہاں پاکستانی اور غیر پاکستانی کی پولورائزیشن ہو جائے گی اور اس کا مجھے ڈر تھا اور ہمیشہ اس بارے میں مجلس عاملہ کو بھی، دوسروں کو بھی نصیحت کرتا رہا وہ خطرہ اب ختم ہو چکا ہے۔ ٹلا نہیں بلکہ مٹ چکا ہے کیونکہ اب پاکستانی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہے اور جرمن بھی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہیں، افریقن بھی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہیں۔ مجھے یاد ہے جب پچھلے سالانہ جلسے پر امیر صاحب نے مجھ سے تعارف کروایا کہ اتنے افریقن ہوئے ہیں اور اتنے فلاں قوموں کے احمدی ہوئے ہیں تو ان کے چہرے پر خاص طور پر بشاشت تھی اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا کہ اب اللہ کے فضل سے وہ خطرہ ٹل گیا کہ فلاں پاکستانی ہے اور فلاں جرمن ہے اور ان کے آنے سے جرمنوں کی بھی بڑی تربیت ہوئی ہے تو بالکل درست بات انہوں نے کہی تھی اور جوں جوں اللہ کے فضل کے ساتھ مختلف قومیں جرمنی میں احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں۔ احمدیت کے اندر دو "پولز" کے آپس میں متصادم ہو جانے کا خطرہ یہ اور زیادہ بعید ہوتا چلا جا رہا ہے مگر یہ حالات کے نتیجے میں ہے اور حالات اتفاقی ہوا کرتے ہیں۔ میں جس پہلو سے آپ کو متوجہ کر رہا ہوں وہ حالات سے بالا، حالات سے الگ، اس گہری قرآنی تعلیم کے تعلق میں بات کر رہا ہوں کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں احمدیت میں "ریس ازم" کے جڑ پکڑنے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور اس کی بنا اسلام کی تعلیم ہو۔ اس کی بنا اللہ تعالیٰ کی وہ نصیحتیں ہوں جو قرآن کریم میں بڑی شان اور قوت کے ساتھ فرمائی گئی ہیں۔ پس ایک نصیحت پکڑ لیں خواہ آپ کو ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے جس میں آپ کے اندر ریس ازم ابھرے اور کسی مخالف گروہ سے خطرات درپیش ہوں اسلامی تعلیم پر اگر آپ عمل کرنے والے ہوں گے تو ریس ازم کو اپنی چوکھٹ کے قریب بھی نہیں آنے دیں گے یہ وہ زہر ہے جس کا روحانیت کے ساتھ ہمیشہ کا بیر ہے۔ بیک وقت ریس ازم اور روحانیت اکٹھے پل ہی نہیں سکتے جہاں ریس ازم آیا وہاں روحانیت اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتی ہے۔

پس کسی پہلو سے بھی ریس ازم کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔ اس کا سایہ نہ پڑنے دیں اور اس ضمن میں بعض اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ضرورت ہے محض مقابلے میں دلائل دینے کا کام نہیں۔ دلائل دینے کا موقع نہیں کیونکہ یہ وہ بیماری ہے جو دلائل سے سر نہیں ہوا کرتی۔ دلائل کے ذریعے اس بیماری کا ازالہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جتنا مرضی آپ زور لگا کے دیکھ لیں۔ جب جرمنی میں ریس ازم کے جذبات یہودیوں کے خلاف پرورش پانے لگے اور پھر وہ نازی تحریک میں تبدیل ہوئے اس کے بعد آج تک ان کے کچھ اثرات باقی تھے اور جرمن قوم نے اپنی فراست کی وجہ سے ان خطرات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور مختلف جرمن حکومتیں کوشش کرتی رہیں کہ دلائل کے ذریعے ان کا قلع قمع کریں اور مختلف طریق پر جرمن قوم کو سمجھاتی رہیں کہ اب ریس ازم کو قریب نہیں آنے دینا جب حالات نے پلٹا کھایا ہے، جب برلن کی دیوار گری ہے تو بڑی تیزی کے ساتھ وہاں وہی خیالات دوبارہ ابھرنے شروع ہوئے ہیں پس ان کا عقل سے تعلق نہیں ہے ریس ازم کا جذبات سے تعلق ہے اور جذبات کی فتح عقل سے نہیں بلکہ اخلاق سے ہوتی ہے پس آپ کو اپنے اخلاق کو ترقی دینی ہوگی اور اخلاق کے ذریعے ریس ازم کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

ایک خوبی جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح داخل فرمائی ہے گویا ہماری فطرت ثانیہ ہے کہ وہ لوگ جو نئے قوموں سے احمدیت میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے احمدی بے حد محبت رکھتا ہے اور اپنے دل میں فدائیت کا جذبہ پاتا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریس ازم کے مقابلے میں ان کو مزید طاقت عطا کرے گی پس وہ بھائی جو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے چلے جائیں تاکہ ان کے اندر آپ کے لئے محبت کا جذبہ بڑھے، فدائیت کا جذبہ بڑھے، باہمی تعلقات کے رشتے، محبت اور پیار کے رشتے ہوں اور یہ رشتے جب تک قائم رہیں ریس ازم اس میں جگہ نہیں پا سکتا۔ بہت سے ایسے میرے ذاتی تجارب ہیں کہ بعض قوموں سے آنے والے احمدیوں میں جب میں نے ایسے آثار دیکھے اور ان سے پہلے سے بڑھ کر زیادہ پیار کا سلوک کیا تو رفتہ رفتہ ریس ازم کے تمام آثار ان کے دلوں سے مٹ گئے اور گویا جڑوں سے اکھڑ گئے اور اس کے آثار پھر ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ جہاں پہلے ملاقاتوں کے بعد ایک چہرے پر تناؤ سا رہا کرتا تھا وہ سب تناؤ غائب۔ بے اختیار محبت، بے اختیار پیار۔ بے اختیار ہنسی، یہ چہروں سے چھلکنے لگتی ہے اور RACIST جب کبھی دوسرے سے ملتا ہے تو اس کے چہرے پر یہ تناؤ ضرور موجود ہوتا ہے۔ آپ لطیفہ بھی اس کو سنائیں وہ ہنس بھی پڑے تو اس میں بھی تناؤ رہے گا۔ آپ اچھی بات بھی کریں اور وہ قبول بھی کرلے پھر بھی تناؤ رہے گا۔ اور ذرا سی غلطی آپ سے ہو تو وہ تناؤ تیوری میں بدل جائے گا، غصے میں تبدیل ہو جانے لگا

اور وہ بڑی سخت ناقدانہ نظروں سے آپ کو دیکھے گا اور کڑوی زبان سے آپ پر تبصرہ کرے گا۔ پس اس پہلو سے چہروں کے آثار سمجھا کریں جہاں بھی آپ کو ریس ازم دکھائی دے گا یہ ایسی چیز نہیں ہے جو چھپ سکے۔ نہ محبت چھپ سکتی ہے نہ نفرت چھپ سکتی ہے یہ دونوں ایسی بے اختیار کیفیتیں ہیں جن کو وقتی طور پر کوئی بڑی قابلیت سے دھوکہ دینے کی خاطر چھپا لے گا تو ہمیشہ نہیں چھپ سکتیں کچھ دیر کے بعد ضرور سر اٹھائیں گی ضرور دکھائی دیں گی۔ پس مجلس شوریٰ میں اس بات پر غور کریں کہ کہاں کہاں ایسے بد آثار دکھائی دیتے ہیں یا یہ نہیں کہنا چاہیئے تفصیل سے، یہ میں کہوں گا اس بات پر غور کریں کہ ہمیں کن اعلیٰ اخلاق سے پہلے سے بڑھ کر متصف ہونا چاہیئے کن خدمتوں میں آگے سے زیادہ بڑھنا چاہیئے مواخات کے اور کون سے ذرائع اختیار کرنا چاہیئے کہ جس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ کے اندر ریس ازم کے داخل ہونے کا کوئی سوال باقی نہ رہے۔ ہر دروازہ بند اور مقفل کردیا جائے۔

اس پہلو سے مواخات کے ضمن میں میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ بوزنین کے ساتھ مواخات کر رہے ہیں یعنی جرمن احمدی اور اللہ کے فضل سے اس کے بڑے اچھے نتائج ظاہر ہو رہے ہیں مگر بوزنین کا جہاں تک تعلق ہے وہاں ریس ازم کا خطرہ نہیں جہاں مواخات کسی خطرے کو ٹالنے کے لئے نہیں بلکہ انصار مدینہ کی سنت میں ہے جنہوں نے مہاجروں سے مواخات کی تھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا کہ اس مواخات میں بھی ایک ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ ریس ازم مٹ گیا ورنہ اس سے پہلے اہل مکہ اپنے آپ کو افضل سمجھا کرتے تھے مہاجر اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جو قریش تھے اور مدینے والوں کو وہ ارائیں کہا کرتے تھے جیسے زمیندار کہتے ہیں یہ سبزی لگانے والے، سبزی کاشت کرنے والے لوگ ہیں اور اس جہالت کے نتیجے میں ان زمینداروں نے اپنی ساری عظمتیں کھو دیں۔ ارائیں پھر ان کی قوموں پر مسلط ہوئے ان کی دولتوں پر قابض ہوئے، ان کی منڈیوں پر قبضہ کرلیا تو یہ محض جہالت کی باتیں ہیں اس زمانے میں بھی یہ باتیں کچھ نہ کچھ پائی جاتی تھیں اسی لئے آج تک ارائیں اپنے آپ کو مدینے والوں کی نسل میں سے کہتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم وہی لوگ ہیں جو مدینے سے تعلق رکھتے تھے جن کو انصار کا لقب دیا گیا تھا بہرحال یہ بھی ایک جوابی کاروائی ہے اپنی برتری کی۔ برتری تو اخلاق سے ہے، برتری تقویٰ سے ہے اس بات سے نہیں ہے کہ آپ مدینے والوں کی اولاد ہیں یا مکے والوں کی اولاد ہیں اس بات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلف کہلانے کے مستحق ہیں کہ نہیں، محمد رسول اللہ کی اولاد ہیں کہ نہیں۔ پس یہ وہ ایک گر ہے جسے خوب سمجھ لینا چاہیئے۔

جہاں تک بوزنین کا تعلق ہے ہمارا ان سے اس وقت جو محبت کا رشتہ ہے وہ ان کی مظلومیت کے نتیجے میں طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اور ہم سچے دل سے بھائیوں کی طرح ان کو اپناتے ہیں۔ ان سے پیار کرتے ہیں اور اس میں احمدی غیر احمدی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے جب میں نے مواخات کا اعلان کیا تھا تو ہرگز یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ احمدیوں سے صرف مواخات کرو اور اس کے نمونے کے طور پر میں نے جس خاندان سے مواخات کی وہ غیر احمدی ہے۔ ابھی تک غیر احمدی ہے، اور مواخات کے نتیجے میں ان کو احمدی بنانے کی میں نے کبھی کوشش نہیں کی. لٹریچر دلاتا ہوں ان کو ہر موقع پر سمجھاتا ہوں۔ دل ان کے احمدیت کے ساتھ ہیں اور احمدیت کا پیار بڑھ رہا ہے لیکن مواخات احمدیت سے قطع نظر تھی اور اسی طرح رہنا چاہیئے کیونکہ مظلوم قوم اور مسلمان قوم ہے یہاں کے کی ہجرت کی ساری باتیں پوری طرح صادق نہیں آتیں وہاں سے جو بھی نکلا ہے مظلوم نکلا ہے اور مظلوموں کے ساتھ مواخات ہوتی چاہیئے۔ پس اپنے مواخات کے تعلقات میں جتنے بوزنین بھی آپ کے قرب و جوار میں رہتے ہیں آپ ان کو سنبھال سکتے ہیں۔ ان سب مواخات کے لئے آپ کو محبت کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ بعض جگہ احمدیوں نے یہ غلطیاں کی ہیں کہ محبت کا ہاتھ بڑھانے سے پہلے تبلیغ شروع کی ہے اور یہ دستور کے خلاف ہے یہ عقل کے خلاف ہے حکمت کے خلاف ہے۔ تبلیغ تو ہوتی رہے گی سب دنیا میں ہم نے تبلیغ

مجلس شوریٰ کا دائرہ قوموں کے لحاظ سے بڑھائیں اور وسیع تر کریں اور مجلس شوریٰ میں ان کو اسلامی طرز مشاورت کا سلیقہ عطا کریں

کرنی ہے۔ بوزنین کو اس لئے نہیں کرنی اب یہ گرا پڑا ہے تو اس کو سنبھالو اٹھالو آسانی سے قابو آجائے گا یہ ناجائز طریق ہے درست نہیں ہے اعلیٰ اخلاق کے خلاف ہے بوزنین کی ضرورت اس لئے پوری کرنی ہے کہ وہ مسلمان، مجروح - زخمی، بے یارو مددگار ہے اور ایسا مظلوم ہے کہ اس آج کی تاریخ میں۔ جو ہمارے قریب کے زمانے کی تاریخ ہے ایسی مظلومیت کسی اور قوم میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی پس اس پہلو سے ان سے محبت کا سلوک رکھیں لیکن مواخات کو جہاں بوزنین میں غیر احمدیوں میں بڑھائیں وہاں دوسری قوموں میں بھی مواخات جاری کریں اور وہاں احمدیوں میں خصوصیت کے ساتھ۔ کیونکہ وہاں غیر مظلوم نہیں ہیں۔ احمدی سے اس لئے مواخات ضروری ہے کہ وہ مہاجر ہے اپنے معاشرے کو چھوڑ کر بے معاشرہ ہوگیا ہے ایک جگہ سے جڑ اکھڑی ہے اور دوسری جگہ جڑ پکڑنے کے لئے وہ ایک Soil کی، ایک زرخیز زمین کی تلاش میں ہے اور اس نے آپ کو وہ زمین سمجھا ہے پس اس پہلو سے ریس ازم کا مقابلہ کرنا ہو یا احمدیت کو ایسے تقویت دینی ہو ہر پہلو سے نہایت ہی ضروری ہے کہ نئے آنے والوں سے مواخات کریں اور ان میں رنگ و نسل کی تمیز نہ ہو۔ افریقن بھی ان میں سے اسی طرح مواخات سے فیض یافتہ ہوں جس طرح جرمن قوم آپ کی مواخات سے فیض یافتہ ہو جس طرح مشرقی یورپ کے آنے والے البانین یا دوسری قوموں کے باشندے آپ کی مواخات سے فیض اٹھانے والے ہوں اس مواخات کے دائرے کو بڑھانا شروع کریں لیکن یاد رکھیں کہ مواخات کے دائرے کو آج کل کے زمانے میں بعینہ اسی طرح نافذ نہیں کیا جا سکتا جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین کے ساتھ مواخات کی گئی تھی اس لئے مہاجرین کے ساتھ مواخات کا تصور سامنے رکھتے ہوئے بعض لوگ یا تو مواخات اپنے لئے ناممکن سمجھتے ہیں یا پھر حد سے زیادہ قربانی کرتے ہیں جو موقع اور محل کے لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ یہاں حالات مختلف ہیں یہ قومیں ایسی ہیں اور آج کی تہذیب ایسی ہے کہ یہاں بھائی بھی بھائی کا نہیں بن کے رہتا۔ بیٹا ماں کا نہیں۔ باپ بیٹی کا نہیں ایک گھر میں جوں جوں بچے بڑے ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ کھانے کے بعد باپ اپنی اولاد کو بل بھی پیش کرتے ہیں کہ اس مہینے کا اتنا خرچ ہوا ہے تو تم دو اپنی کمائی سے۔ تو یہاں جہاں انسانیت کا معیار بگڑا ہے وہاں مواخات نسبتاً آسان ہوگئی ہے کیونکہ تھوڑی سی نیکی بھی مواخات کا رنگ اختیار کرجائے گی ان کے ساتھ ایسا سلوک کہ غیر ہوتے ہوئے اپنائیت کا سلوک ہو ضروری نہیں کہ

اس سلوک میں آپ گھر آدھا بانٹ دیں اور جائیداد تقسیم کر دیں اور اپنی آمد میں خواہ آپ کا اپنا بھی گزارہ نہ چلے آپ ان کو حصے تقسیم کریں ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ موقع اور محل کے مطابق یہاں مواخات کا وہی تصور ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ وہ سوسائٹیاں جو آپس میں پھٹ چکی ہیں یا انسانی قدروں کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ رشتے جو انسان کو انسان کے ساتھ باندھتے ہیں وہ پاکٹ گئے ہیں یا مدھم اور کمزور پڑ چکے ہیں آپ غیر ہو کر جب کسی سے پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہیں اپناتے ہیں تو وہی اس کے لئے مواخات ہے۔

> ریلیس ازم کا تصور پھر مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ احمدیوں کو خصوصاً جرمنی میں اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کرنے کی ضرورت ہے ایسا جہاد جو اعلیٰ اخلاق کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو اور حسن خلق کی تلوار سے آپ دلوں کو فتح کرنے والے بنیں۔

بعض جگہ بعض احمدی اپنا دائرہ اثر بڑھانے میں اس لئے بہت کامیاب ہیں کہ ان کو عادت ہے کسی سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں آؤ ایک چائے کی پیالی میرے ساتھ پی لو۔ اب وہ شخص ان سے زیادہ اچھا کھانے پینے والا لیکن چائے کی پیالی کو اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس کو چائے کی پیالی کی احتیاج ہے بلکہ اسے تعجب ہوتا ہے کہ ہم تو بعض دفعہ دوست اکٹھے بیٹھ کر جب کسی ریسٹورنٹ میں جاتے ہیں تو اپنی اپنی جیب سے پیسے نکال کر دیتے ہیں اور یہ عجیب سا شخص ہے کہتا ہے کہ میرے ساتھ آکر چائے پی لو اور پھر بعض دفعہ وہ کہتے ہیں ہم تمہیں پاکستانی کھانا کھلائیں گے تو ایک اور تعجب دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے پاکستانی کھانا۔ چنانچہ وہ عموماً قبول کر لیتے ہیں اور ان کے لئے یہی مواخات ہے۔ جب ایک دفعہ گھر آجائے تو اہل خانہ کا ان سے حسن سلوک ان کے دل جیت لیتا ہے۔ پس تھوڑی قربانی سے مواخات کے بڑے پھل آپ کو مل سکتے ہیں۔ اور اس پہلو سے اپنے دائرہ مواخات کو بڑھانا ناممکن نہیں ہے اس کو وسیع کریں اور جتنی آپ کو توفیق ہے اس توفیق کی حد تک چھوٹی چھوٹی قربانیاں کریں پیار کا اظہار کریں مگر ایک بات یاد رکھیں کہ مصنوعی محبت کبھی دل نہیں جیتا کرتی۔ محبت وہی دل جیتتی ہے جو دل سے نکلے۔ پس بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے وہ چالاکی سے ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے آدمی میں نے کئی دیکھے ہیں پاکستان میں بھی ہوا کرتے تھے جگہ جگہ دعوتیں دیتے پھرتے ہیں اور مقاصد اور ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے دوستوں کو بنا کے پھر لوٹتے بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی چالاکیاں انسان ذرا بھی فراست سے دیکھے تو نظر سے چھپ نہیں سکتیں اور تھوڑے ہی دنوں میں ان کا کردار نمایاں ہو کر قوم کے سامنے بجائے عزت کے ایک ذلت کا نشان بن جاتا ہے۔

پس آپ نے اگر مواخات کرنی ہے تو اسلامی قدروں کے مطابق کرنی ہے اور اس سے جہاں ریلیس ازم کا مقابلہ ہوگا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت کی راہیں بھی ہموار ہوں گی اور آپ کی زندگی زیادہ بہتر انداز میں نسبتاً زیادہ پُر لطف ہو جائے گی۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ کہ ہو سکتا ہے وہ تم سے بہتر ہو جائیں۔ دوسری بات اس میں یہ میں سمجھانی چاہتا ہوں کہ بسا اوقات مغرب میں جب تحقیر سے کسی کو دیکھا جاتا ہے تو ان کے متعلق جھوٹی باتیں کم بناتے ہیں جیسے ہمارے ملکوں میں عادت ہے کوئی حقیقی نقص پکڑتے ہیں اور اس نقص کی نشاندہی کر کے پھر اس کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ اس میں کم سے کم ہمارے لئے یہ نصیحت ضرور ہونی چاہئے کہ ہمیں ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہم میں موجود ہیں اور خصوصیت سے پاکستانی معاشرے میں احمدیت کے نقطہ نگاہ سے نہیں بلکہ ملکی نقطہ نگاہ سے کچھ ایسی خرابیاں ہیں جس کی جڑیں ملک ہندوستان میں پیوستہ ہیں یعنی وہ برصغیر جسے ہندوستان کہا جاتا تھا اس کی ملکی بیماریاں ہیں جو مختلف قوموں میں کم و بیش یکساں پائی جاتی ہیں۔ اس پہلو سے اگر پاکستانیوں نے اپنی برائیوں کو دور کر کے اس خوشخبری

> ریلیس ازم کو اپنی چوکھٹ کے قریب کبھی نہیں آنے دیں گے یہ وہ زہر ہے جس کا روحانیت کے ساتھ ہمیشہ کا بیر ہے۔ بیک وقت ریلیس ازم اور روحانیت اکٹھے چل ہی نہیں سکتے۔

کو پورا نہ کیا جو قرآن کریم نے دی ہے کہ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ تو پھر دوسروں کے ہاتھ میں ریلیس ازم کے لئے ایک جائز تلوار ضرور پکڑی رہے گی اور وہ ان برائیوں کا بہانہ بنا کر آپ کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے رہیں گے۔

پس جرمن قوم میں رہنے والے پاکستانیوں کے لئے از بس ضروری ہے کہ وہ اپنی برائیوں کی نشاندہی کریں اور ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اس ضمن میں مجلس شوریٰ کو باقاعدہ ایک پروگرام بنانا چاہئے کیونکہ وہ برائیاں معروف ہیں ہر کس و ناکس کو علم ہے کہ کیا کیا برائیاں ہیں اس ضمن میں میں نے ایک اصلاحی کمیٹی قائم کی تھی اور ملکی سطح پر تمام ملکوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ آپ اصلاحی کمیٹیاں قائم کریں اور بعض برائیوں کی نشاندہی کر کے پیشتر اس کے کہ وہ ناسور بن جائیں ان کی اصلاح کی کوشش کریں اور اپنے اخلاقی مریضوں کو شفا دینے کی کوشش کریں۔ بعض ملکوں نے اس نصیحت کو یاد رکھا اور ان کی ماہانہ رپورٹوں میں نہیں تو وقتاً فوقتاً سالانہ میں ایسی رپورٹیں ملتی رہتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان باتوں پر نظر رکھ رہے ہیں۔ لیکن بعض ملک ان باتوں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ جرمنی میں جو اصلاحی کمیٹی ہے وہ کام کر رہی ہے اگرچہ اتنی فعال نہیں جتنی میں دیکھنا چاہتا تھا مجلس شوریٰ میں اس بات پر بھی غور کریں اتنا وقت تو آپ کے پاس نہیں ہوگا کہ تمام برائیوں کا تجزیہ کر کے ان نقائص کو دور کرنے کے لئے منصوبہ بنائیں مگر اپنی اصلاحی کمیٹی کے کام پر نظر رکھتے ہوئے اسے مضبوط اور فعال بنانے کے لئے ضرور آپ کچھ تدبیریں سوچ سکتے ہیں۔ اصلاحی کمیٹی کا جو میرا تصور تھا وہ بعینہٖ جرمنی کی اصلاحی کمیٹی میں موجود نہیں ہے۔ اصلاحی کمیٹی تو ہے لیکن اس وقت حرکت میں آتی ہے جب بیماری سر اٹھا چکی ہوتی ہے میں نے جو نصیحت کی تھی وہ یہ نہیں تھی بلکہ یہ تھی کہ اصلاحی کمیٹی صاحب فراست لوگوں پر اور گہری حس رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہئے وہ برائیوں کو سونگھ کر پتہ کریں کہ کہاں کہاں برائیوں کی بو ہے اور نظر نہ بھی آئیں تو ان کی شامہ حس یعنی سونگھنے کی حس ان کو بتا دے کہ کہیں کوئی خطرہ موجود ہے پھر ان کو باقاعدہ بیماری بننے سے پہلے دور کریں۔ اگر آپ انتظار کرتے رہیں کہ کہیں فساد ہو جائیں، کہیں دنگے شروع ہو جائیں، کہیں کوئی قتل و غارت ہو جائے اور پھر اصلاحی کمیٹی حرکت میں آئے تو اصلاحی کمیٹی نہیں یہ تو پھر ایک پولیس کمیٹی بن جائے گی۔

اور میں نے جب پہلی دفعہ نصیحت کی تھی تو خوب کھول کے یہ فرق ظاہر کیا تھا اور اُمور عامہ کو بھی میں نے سمجھایا تھا کہ اُمور عامہ کو میں پولیس نہیں دیکھنا چاہتا۔ اُمور عامہ کو میں ایسا باشعور ادارہ دیکھنا چاہتا ہوں جو آئندہ پیش آنے والے خطرات کو بھانپ کر ان بیماریوں کی اصلاح کریں جو ابھی سر نہیں اُٹھا سکیں اور ان بیماریوں کی اصلاح کریں جو وبا بھی بن سکتی ہوں۔ ان کا پیش خیمہ کریں یہ ہے اصل اُمور عامہ کا کام یعنی اور کاموں کے علاوہ۔ تو اصلاحی کمیٹی انہی خطوط پر قائم ہونی چاہیئے اور اگر جرمنی میں اصلاحی کمیٹی اس بات کو بھلا بیٹھی تھی جیسا کہ مجھ پر تاثر ہے تو مجلس شوریٰ اس بات پر غور کرے اور صرف ایک مرکزی اصلاحی کمیٹی نہیں بلکہ علاقائی اور بڑے شہروں میں، شہر کی سطح پر بھی ایسی باشعور اصلاحی کمیٹیاں قائم ہونی ضروری ہیں جو ہر قسم کی برائیوں پر اس طرح نظر رکھیں کہ ابھی بُرائیاں عام انسان کو دکھائی نہ دینے لگیں۔

> **پس وہ بھائی جو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے چلے جائیں تا کہ ان کے اندر آپ کیلئے محبت کا جذبہ بڑھے، فدائیت کا جذبہ بڑھے، باہمی تعلقات کے رشتے، محبت اور پیار کے رشتے ہوں۔**

دیکھیں جب پو پھوٹتی ہے تو بہت سے لوگ ہیں جن کو وہ پو دکھائی نہیں دیتی اور اس کے لئے گہری فراست کی نظر چاہیئے جسے تجربہ ہو۔ اسی لئے پرانے زمانوں میں جبکہ روزہ شروع ہونے کا وقت معلوم کرنے کے لئے وہ ذرائع موجود نہیں تھے جو اب میسر ہیں) اس زمانے میں مجھے یاد ہے کہ بعض لوگ اُٹھ کے باہر نکل کر دیکھا کرتے تھے پو پھوٹی ہے کہ نہیں اور اس میں کوئی بچہ کہہ دیتا تھا پھوٹ گئی ہے کوئی کہتا تھا نہیں پھوٹی۔ یعنی ابھی ایسی درمیانی سی حالت ہوتی تھی پھر وہ لوگ جن کو تجربہ ہوتا تھا وہ کہتے تھے کہ نہیں پھوٹ گئی ہے پکی بات ہے۔ اور اس پر پھر اذان ہو جاتی تھی یا کھانا بند ہوتا تھا تو بعض دفعہ قومی حالات میں جو پو پھٹتی ہے وہ بیماریوں کی پو بھی پھوٹا کرتی ہے اور ضروری نہیں کہ روشن دن ہی طلوع ہو بعض دفعہ اندھیری راتیں بھی طلوع ہوتی ہیں یا شام کی شفق سے اگر تشبیہ دیں گے تو وہ بات پوری بنتی نہیں اس لئے میں نے عمداً صبح والی بات کی تھی تو پیشتر اس کے کہ وہ اندھیرا دن طلوع ہو جائے جس کے بعد آپ کی پیش نہیں جائے گی۔ آپ آثار سے معلوم کیا کریں کہ کون کون سی وبائیں پھیلنے والی ہیں۔ پھیل سکتی ہیں اور ان کے ازالے کے لئے جب آپ کو کوشش کرنی ہوگی تو پھر اکیلی اصلاحی کمیٹی کا کام نہیں ہے۔ اصلاحی کمیٹی کا کام ہے محسوس کرنا اور جماعت کو متنبہ کرنا مجلس عاملہ میں وہ باتیں پیش کرنا اور پھر مجلس عاملہ کو اپنی مجموعی حیثیت سے صرف ایک عہدیدار کو نہیں بعض دفعہ دو تین چار عہدیداروں کو متحرک کرنا ہوگا۔ کہیں اصلاح وارشاد کے سیکرٹری کا بیچ میں عمل دخل ہو جائے گا کہیں آپ کو بعض صورتوں میں فنانس کی ضرورت ہوگی کچھ لٹریچر شائع کرنا ہے کہیں دورے کروانے ہوں گے مربیوں کے نظام کو حرکت میں لانا ہوگا غرضیکہ بہت سے امکانی حل ہیں جن کے لئے بعض دفعہ مجلس عاملہ میں غور ضروری ہوا کرتا ہے پس ایسے مسائل کو مجلس عاملہ میں رکھیں لیکن جہاں تک جرمنی میں اس وقت ظاہر ہونے والی بیماریوں کا تعلق ہے وہ بہت سی ایسی ہیں جو ہو چکی ہیں اور ہونے کے بعد بھی پوری نظر نہیں آرہیں اس لئے میں جو بات کر رہا ہوں وہ تو دیر کی بات ہے یہ تو ضروری ہے آئندہ کے لئے مگر اس وقت جو صورت حال ہے جرمنی کی وہ یہ ہے کہ بہت سے پاکستانی اپنے ساتھ ایسی معاشرتی بیماریاں لے آئے یا اخلاقی بدیاں لے آئے جن کی وجہ سے جماعت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اور احمدیت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جہاں تک غیر احمدیوں کا تعلق ہے وہ خود جو چاہیں کریں، جو چاہیں کرتے پھریں وہ سمجھتے ہیں کوئی حرج نہیں ہم تو مسلمان ہیں ہمیں تو فرق نہیں پڑتا لیکن جب احمدی کوئی بات کرے تو پھر مجھے طعنوں کے خط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جماعت احمدیہ ہے گویا کہ دل ان کا گواہی دیتا ہے کہ سب اچھی باتیں احمدیت ہی کے پاس ہونی چاہئیں اور سب بُری باتوں کی چھٹی ان کو ملی ہوئی ہے اس لئے اپنے اندر اگر ہزار خرابی بھی دیکھیں گے تو یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اسلام ہے ہم یہاں کیوں بیٹھے رہیں لیکن احمدیت میں ایک خرابی بھی دیکھیں گے تو یہ طعنوں کا خط لکھتے ہیں کہ اس کو آپ احمدیت کہتے ہیں؟ یہ احمدیت کی تعلیم ہے؟ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

کہ دل ہمارے ساتھ ہیں اگرچہ منہ ہزار بک بک کریں دل ان کے جانتے ہیں کہ یہ اچھوں کی جماعت ہے اسے اچھا ہونا چاہیئے۔ اس سے اچھی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ پس آپ مجھے کیوں طعنے دلواتے ہیں خواہ مخواہ بیٹھے بیٹھائے اور جب غیروں کی طرف سے آواز آتی ہے تو مجھے اور بھی زیادہ اس بات کی تکلیف پہنچتی ہے کہ انہوں نے کیوں مجھے بروقت اس بات میں متنبہ نہیں کیا میں فوری طور پر جواب طلبی کرتا ہوں اُمور عامہ کی، دوسروں کی، کہ عجیب بات ہے اوّل تو یہ بتائیں کہ بات سچی ہے کہ نہیں اگر یہ سچی ہے تو آپ کو پہلے دکھائی دینی چاہیئے تھی آپ کی طرف سے میں دیکھتا یہ آپ نے کیوں انتظار کیا کہ غیر اُٹھتے اور مجھے طعنے دے اگرچہ اس طعنے کی اپنی ذات میں کوئی حقیقت ہو یا نہ ہو مگر یہ ایک زیادہ تکلیف دہ صورت بن جاتی ہے۔

پس اپنی معاشرتی برائیوں پر، اخلاقی برائیوں پر مذہبی برائیوں پر، ملکی قانون کو توڑنے کے لحاظ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان سب پر نظر رکھیں اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ احمدیت کو کوئی جائز طعنہ نہ مل سکے۔ جب آپ غیر احمدی مسلمانوں کی بات کرتے ہیں تو وہ تو طعنہ صرف اس وقت دیتے ہیں۔ میں نے جب بھی تحقیق کی ہے جب ان کا کوئی مفاد وابستہ ہو اور ان کو کسی احمدی سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مگر جو دوسری قومیں ہیں مثلاً جرمن۔ وہ جب لکھتے ہیں تو وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے لکھتے ہیں ہمیشہ ان کا موضوع یہ ہوتا ہے کہ ہم تو آپ کی جماعت کو اچھا سمجھ رہے تھے مگر ہم نے وہاں یہ یہ بُرائیاں دیکھیں اور اس کا براہ راست نقصان اسلام کو پہنچتا ہے اس لئے ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھیں اور ہر طرف ہر احمدی نگران ہو اور خصوصیت سے اصلاحی کمیٹیاں ان باتوں پر غور اور فکر کریں اور مستقل ان بیماریوں کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئے کوشش کرتی رہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ تم ایک دوسرے پر طعن نہ کیا کرو۔ ”اَنْفُسَكُمْ“ اپنے آپ کو طعنے نہ دیا کرو۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ اور مختلف تمسخر والے نام یا تحقیر والے نام نہ رکھا کرو۔ بعض قوموں میں نام رکھنے کی عادت ہے اور اس لحاظ سے بھی دُنیا کی تمام قوموں میں ہندوستانیوں کو برتری حاصل ہے اس میں کوئی دنیا کی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ تو فوراً کوئی بات ہو تو نام رکھ دیتے ہیں اور اکثر نام بگاڑے جاتے ہیں اس طرح۔ کسی کا کچھ نام رکھا ہوا ہے کسی کا کچھ نام رکھا ہوا ہے لیکن بعض نام پیار سے رکھے جاتے ہیں انہیں وہ القاب شمار نہیں کیا جا سکتا جن کا ذکر قرآن کریم فرما رہا ہے۔ اب چھوٹے میاں ہیں۔ چھوٹو رام تھے ان کا تو شاید نام ہی یہی تھا مگر تھا چھوٹا ہو تو اس کو چھوٹے میاں، منے میاں کہہ دیتے ہیں اور اس قسم کے نام پیار کے ہوتے ہیں اور وہ نام ان کو تکلیف نہیں دیتے۔ لیکن وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

کی تعریف حقیقی طور پر یہی ہے کہ ایسا کوئی نام نہ رکھا کرو جس سے اس شخص کو تکلیف پہنچے۔ اگر اس تعریف کے سوا کوئی اور تعریف کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ درست ثابت نہیں ہوگی۔ پس تکلیف پہنچانے کی غرض سے کوئی نام نہیں رکھتے اور اگر کوئی نام تکلیف پہنچاتا ہے خواہ نیک نیتی سے رکھا ہو تو اس سے وہ ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور توبہ کر لیتے ہیں۔ نہ ہی نام دینے چاہئیں جن میں پیار کا اظہار ہو محبت کا اظہار ہو۔

> اصلاحی کمیٹی صاحب فراست لوگوں پر اور گہری حس رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہئے وہ برائیوں کو سونگھ کر پتہ کریں کہ کہاں کہاں برائیوں کی بو ہے اور نظر نہ بھی آئیں تو ان کی شامہ حس یعنی سونگھنے کی حس انکو بتادے کہ کہیں کوئی خطرہ موجود ہے پھر اُنکو باقاعدہ بیماری بننے سے پہلے دور کریں۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ میں فرمایا اپنے آپ کو "اَنْفُسَكُمْ" سے مراد ہے تم اپنے آپ کو۔ ظاہر ہوا کہ اسلامی تصور میں مسلمان بھائی بھائی ہیں اور اس حد تک بھائی بھائی ہیں کہ وہ اگر کسی بھائی کو نقصان پہنچاتے ہیں تو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو اس انداز سے یہ نصیحت فرمادی کہ تم اگر کسی کو کوئی نقصان پہنچاؤ گے تو اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ گے اور اپنی سوسائٹی کو نقصان پہنچاؤ گے۔ اس میں دو پہلو ہیں اول یہ کہ "اَنْفُسَكُمْ" کہہ کر اچانک ایک خوابیدہ بھائی چارے کے احساس کو جگا دیا گیا۔ فرمایا تم سمجھتے ہو تم دوسروں کو طعنہ دے رہے ہو تم تو اپنوں کو طعنہ دے رہے ہو بڑے بے وقوف لوگ ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ اپنے آپ کو اگر نقصان پہنچاؤ گے تو وہ ساری جماعت کو نقصان پہنچے گا اور ایسی جماعتیں پھر دنیا میں ترقی نہیں کرتیں ان کو بحیثیت جماعت نقصان پہنچ جاتا ہے۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ان باتوں کو فسوق فرمایا ہے۔ فرمایا جب تک تم ایمان نہیں لائے تھے ایسی باتیں کیا کرتے تھے وہ بھی بری تھیں لیکن ایمان لانے کے بعد پھر ایسی باتیں، یہ تمہیں زیب نہیں دیتیں۔ سجتی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ جی ہمارا ملک ہی ایسا ہے وہاں سے ہم لوگ یہی برائیاں لے کے آئے ہیں اور ہمارے یہی ایسے ہیں اس آیت کے بعد یہ دلیل نہیں چل سکتی فرماتا ہے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ باقی ایمان تو نہیں لائے کہ ان سے توقعات بلند ہو جائیں۔ تم جو ایمان لے آئے ہو تم سے اور توقعات ہیں اس لئے سجتی نہیں ہے تم پر بات۔ "بَعْدَ الْاِيْمَانِ" ایسی باتیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ ایک عام انسان بھی کسی آدمی کو منہ پہ یہ کہے کہ دیکھو تم کون ہو ایسی باتیں تم پر سجتی نہیں تو اچانک اس کے دل میں ایک شرمندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ طرز نصیحت ہے جو بڑی موثر ہے مگر جب اللہ فرمائے اور اپنے عاجز بندوں سے اس طرح پیار سے مخاطب ہو۔ جس میں ایک قسم کا شکوہ بھی ہے اور پیار بھی ہے کہ دیکھو ایمان لے آئے ہو۔ ایمان کے بعد ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی دل میں بڑھنی چاہیے اور جن باتوں سے خدا روکتا ہے غیر معمولی جذبے کے ساتھ ان سے رکنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن ساتھ فرمایا وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہم تمہیں پیار سے سمجھا رہے ہیں باز آجاؤ اگر نہیں رکو گے تو پھر ظالم بنو گے اور ظالموں کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل معلوم اور معروف ہے ظالموں سے خدا محبت نہیں کیا کرتا۔ خدا سے نجات کے تعلق کے سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ ایک تو یہ مرتبہ ہے کہ تمہاری برائیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ تمہیں پیار سے سمجھا رہا ہے۔ اپنا اپنا کہہ کے بلا رہا ہے کہتا ہے تم ایمان والے ہو تمہیں یہ باتیں زیب نہیں دیتیں اور پھر فرماتا ہے کہ میں تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ سمجھ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ پھر تم ظالم ہو جاؤ گے پھر میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم میرے ہو اس لئے تمہیں زیب نہیں دیتیں۔ پھر تم سے وہی سلوک ہوگا جو ظالموں کی قوموں سے کیا جاتا ہے۔

> "دلآزنا بزد بالالقاب" کی تعریف حقیقی طور پر یہی ہے کہ ایسا کوئی نام نہ رکھا کرو جس سے اس شخص کو تکلیف پہنچے۔ وہی نام دینے چاہئیں جن میں پیار کا اظہار ہو محبت کا اظہار ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اس پر میں آج کے خطبے کو ختم کروں گا کیونکہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جرمنی میں کافی پائی جاتی ہے۔ بہت سی خرابیوں کی جڑ ظن ہے۔ الزام تراشی یہاں تک کہ بعض دفعہ ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ایک نسبتاً بڑے علاقے کا افسر ہے یعنی امیر ہے یا صدر ہے بڑے علاقے کا۔ ایک مقامی چھوٹی جماعت کا صدر ہے اور امیر کی طرف سے کوئی پکڑ ہوئی ہے چھوٹے عہدیدار کی تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی اصلاح کرتا اس نے کوئی چھ سال کی پرانی بات نکال لی اور اس کو شہرت دے دی کہ اس امیر نے یہ حرکت کی تھی۔ اب تعجب ہوا مجھے جب اطلاع ملی میں نے تحقیق کروالی میں نے کہا یہ کیسی جاہلانہ بات ہے اگر وہ ایسی بے ہودہ بات تھی تو چھ سال پہلے کیوں باہر نہیں آئی۔ تو پتہ چلا کہ اوّل تو اس وقت بھی ظن ہی تھا اور ایسا ظن تھا جس کی اسلامی معاشرے میں بڑی سخت سزا دی جاتی ہے اور باہر اس لئے نہیں آئی کہ اس کے ساتھ تعلقات ٹھیک تھے اور غصے کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہوئی۔ اب جبکہ بڑے عہدیدار نے چھوٹے عہدیدار کو پکڑا ہے تو انہوں نے کہا اچھا پھر یہ بات ہے تو پھر ایک پرانی بات میں نے سوچی ہوئی تھی کہ تم یہ کیا کرتے تھے اور میں سب کو بتاؤں گا اور بتانا شروع کر دیا۔ پھر تحقیق ہوئی تو مانا کہ ہاں میں نے بتایا ہے لیکن اس نے کہی تھی یا یہ حرکت کی تھی۔ کب کی تھی؟ چھ سال پہلے۔ تو چھ سال تک تم سوئے کیوں رہے اور ذمہ داری اس کی پتہ کس پر ڈالی؟ مجھ پر۔ کہتے تھے انہوں نے خطبے دیئے تھے کہ تقویٰ اختیار کرو میں نے تقویٰ اختیار کر لیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اگر یہی تقویٰ کا پیغام آپ کو پہنچا ہے تو میری توبہ پھر اس تقویٰ سے۔ جہالت ہے یہ تو ایسا الزام ہے مجھ پر کہ اپنے جرم میں مجھے بھی آپ شامل کر رہے ہیں۔ وہ فعل اپنی ذات میں ایک نہایت مکروہ فعل ہے۔ ظن پر کسی پر الزام لگانا اور اسلام اس کے خلاف سختی کی تعلیم دیتا ہے۔ بڑی سخت سزا مقرر کی گئی ہے اور پھر چھ سال تک خاموش بیٹھا رہے انسان اور تقویٰ کی بات سن کر یہ گناہ کی بات یاد آجائے کہ یہ گناہ میں نے کرنا تھا میں کر نہیں سکا۔ ایسے آدمی کی تو جماعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ جماعت تو اپنا فیصلہ کرے گی لیکن میں جماعت جرمنی کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ ظن کے اوپر آپس میں اختلافات پھیلے ہوں اور افتراق پیدا ہوا ہو وہاں یہ بیماری عام ہے۔ ایک دوسرے کی ٹوہ لگاتے ہیں سوچتے ہیں کہ اس نے یہ کیا ہوگا اس کے بعد یا اس کو مشتہر کرنا شروع کر دیتے ہیں یا انتقام لینے کے لئے پلے باندھ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ ان کو ننگا کرے گا اور ان سے نظام جماعت بھی سختی سے سلوک کرے گا یعنی وہ سختی جو انتظامی سختی ہوا کرتی ہے۔

مگر میں جماعت جرمنی کو نصیحت کرتا ہوں وہ تقویٰ اختیار کریں استغفار سے کام لیں۔ اس طریق پر آپ کی اصلاح کے دروازے بند ہو جائیں گے اگر آپ ان بدیوں سے باز نہیں آئیں گے۔

یہ بات خصوصیت کے ساتھ جماعت جرمنی کو مضبوطی سے پکڑ لینی چاہئے کہ اگر کسی بھائی کے پیچھے اس کی برائی ہو رہی ہے تو اس مجلس میں اٹھ کر اس کو کہا جائے یہ جائز نہیں ہے ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ باز نہیں آتا تو اس مجلس سے اٹھ کے آجائیں اور کوشش کریں کہ معاشرے سے اس بدی کی بیخ کنی ہو جائے اس کا قلع قمع ہو جائے اس کی جڑیں اکھاڑ کے پھینک دی جائیں۔

بہرحال یہ چند نصیحتیں ہیں۔ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا نصیحت ہے آخر پر جو بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ فرمایا دراصل بعض برائیوں کی جڑ اس بات میں ہے کہ تم ایک دوسرے کے خلاف ان کی پیٹھ پیچھے باتیں کرتے رہتے ہو۔ ان کو بدنام کرتے رہتے ہو اور اس میں لطف اٹھاتے ہو۔ فرمایا تمہیں علم نہیں ہے کہ یہ کیسی گندی اور ذلیل حرکت ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے تمہارا بھائی مر جائے تو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے لگو۔ فرمایا فَكَرِهْتُمُوهُ تم اس سے کراہت کرتے ہو اور کَرِهْتُمُوهُ کا ایک مضمون یہ ہے کہ اب تمہیں اپنا نام کیسی کراہت کر رہے ہو لیکن روزمرہ یہی گوشت کھاتے ہو یہی گند کرتے ہو۔ تو یہ بات خصوصیت کے ساتھ جماعت جرمنی کو مضبوطی سے پکڑ لینی چاہیے کہ اگر کسی بھائی کے پیچھے اس کی برائی ہو رہی ہے تو اس مجلس میں اٹھ کر اس کو کہا جائے یہ جائز نہیں ہے ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ باز نہیں آتا تو اس مجلس سے اٹھ کے آجائیں اور کوشش کریں کہ معاشرے سے اس بدی کی بیخ کنی ہو جائے اس کا قلع قمع ہو جائے اس کی جڑیں اکھاڑ کے پھینک دی جائیں اور بھی بہت سی نصیحتیں تھیں جو کر سکتا تھا اس معاملے میں تینوں مجالس شوریٰ کو میں آخر پر یہی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ اور اس سے ملتی جلتی دوسری برائیاں جن پر آپ کی نظر ہے ان کو دور کرنے کے لئے خصوصیت سے پروگرام بنائیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے رہیں۔ دعاؤں کے ساتھ کوشش کریں تاکہ ہم جو بڑی تیزی سے جرمنی میں خدا کے فضل کے ساتھ پھیل رہے ہیں ہم برائیاں لے کر دوسروں تک نہ پہنچیں بلکہ برائیاں دور کرنے والے بن کر ان تک پہنچیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل لندن ۳ر-۹رجون ۱۹۹۴ء)

اعلانِ نکاح و تقریباتِ شادی

یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے بھتیجے اور بھانجی کے نکاح کا اعلان ۱۶ ستمبر بروز جمعۃ المبارک ۱۹۹۳ء کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری ویسٹرن ریجن کینیڈا نے مشن ہاؤس کیلگری میں کیا۔ عزیزم خلیفہ عبدالباسط صاحب ابن مکرم خلیفہ عبدالوکیل صاحب مینیجر بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورنٹو و احمدیہ گزٹ کینیڈا کا نکاح عزیزہ امۃ الشافی نعیمہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری رحمت علی صاحب آف کیلگری کے ہمراہ پندرہ ہزار ڈالر حق مہر کے عوض طے پایا۔

مکرم مولانا صاحب نے مسنون خطبہ نکاح کے بعد دونوں خاندانوں کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ عزیزم خلیفہ عبدالباسط صاحب حضرت خلیفہ عبدالرحیم صاحبؓ سابق ہوم سیکرٹری جموں و کشمیر اسٹیٹ کے پوتے ہیں اور حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ کے پڑپوتے ہیں جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکابر صحابہ تین سو تیرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ عزیزم موصوف مکرم خواجہ رشید احمد صاحب مرحوم آف سیالکوٹ کے نواسے اور حضرت خواجہ غلام رسول صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑنواسے ہیں۔

اسی طرح عزیزہ امۃ الشافی نعیمہ صاحبہ مکرم حضرت چوہدری سراج دین صاحبؓ آف سیالکوٹ کی پوتی اور حضرت خلیفہ عبدالرحیم صاحبؓ کی نواسی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں خاندان اپنے ددھیال اور ننھیال کی طرف سے اکابر صحابہؓ کی بابرکت اولاد ہیں اور صالح خاندان جماعت احمدیہ کا فدائی اور جانثار ہے اور ان کو خلافت احمدیہ کے ساتھ والہانہ عقیدت ہے اور بڑے اخلاص محبت اور استقامت کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔ (اخبار بدر کے لئے مبلغ ۱۰۰/- روپے عطیہ)

۱۴ اپریل ۹۴ء کو بعد نماز مغرب و عشاء **مسجد احمدیہ کلکتہ میں مکرم مولانا** حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے عزیزہ شاہدہ بشریٰ بنت مکرم شمیم الہدیٰ صاحب تلجلا روڈ کلکتہ کا نکاح عزیز چوہدری شکیل احمد صاحب بھٹی ابن مکرم چوہدری منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم گوراچاند روڈ کلکتہ کے ساتھ دس ہزار ایک سو ایک روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ بعدہٗ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔

۱۶؍۴؍۹۴ کو عزیز چوہدری شکیل احمد صاحب بھٹی کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ قارئین سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت مبلغ ۵۰ روپے)

مکرم عبدالسلیم صاحب ابن مکرم عابد علی صاحب ساکن کیرا کا نکاح عزیزہ رفیعہ خاتون بنت مکرم مولوی شہید اللہ صاحب فاضل کے ہمراہ مبلغ ۲۰۰۰/- روپے حق مہر پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے ایجاب و قبول کروایا اور ۱۴ اپریل کو ہی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔

مکرم عبدالمتین صاحب ابن مکرم عابد علی صاحب ساکن کیرا بنگال کا نکاح نور النساء خاتون بنت مکرم ناصر احمد صاحب لشکر کے ہمراہ مبلغ ۵۰۰۰/- ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے ایجاب و قبول کروایا۔

فریقین نے مبلغ ۱۰۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے ان رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی ہے۔ [illegible]

۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو عزیزم سید منور الدین احمد ظہیر ابن مکرم سید مذکر الحق احمد صاحب آف سونگڑہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ ثمینہ مطہرہ پروین بنت مکرم منیر احمد خان صاحب آف کیرنگ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد احمدیہ کیرنگ میں پڑھا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(سیدہ شاہدہ خاتون اہلیہ سید مذکر الحق احمد صاحب سونگڑہ)

۹ مئی ۹۴ء بعد نماز مغرب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرم ایوب علی خان صاحب مبلغ سلسلہ نیپال ابن مکرم ابراہیم خان صاحب سورو کا نکاح عزیزہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم بھدرک کے ساتھ مبلغ دس ہزار ایک صد روپے ۱۰۱۰۰/- حق مہر پر نیز

مکرم وسیم احمد خورشید صاحب ابن مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم بھدرک کا نکاح عزیزہ نصرت جہاں بنت مکرم ابراہیم خان صاحب سورو کے ساتھ مبلغ گیارہ ہزار ایک صد ایک روپے ۱۱۱۰۱/- Rs حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰ روپے۔)

ہر دو رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(مظفر احمد ناصر قادیان)

جماعت احمدیہ کبابیر کی طرف سے شائع ہونیوالے عربی ماہنامہ

البشریٰ کے ایڈیٹر کے نام حضور انور ایدہ اللہ کا محبت بھرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لندن
23-3-94

پیارے مکرم حمید احمد صاحب کوثر!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا شائع کردہ رسالہ "البشریٰ" موصول ہوا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

آپ نے ماشاء اللہ بہت عمدہ رسالہ شائع کیا ہے۔ نفاذِ شریعت اور جماعت احمدیہ کے موقف پر سرینام والی تقریر شائع کر کے تو آپ نے بہت ہی اچھا کام کیا ہے۔ عرب دنیا کو اس کی بہت ضرورت تھی

جزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقیات سے نوازے علم اور عمل میں بہت برکت دے ذہنی و قلبی صلاحیتوں کو اجاگر فرمائے اور ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ خدا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام
خاکسار
(دستخط) مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

پھتہ:—
HAMEED KAUSAR
P.O. BOX NO. ۲۰۸۸
HAIFA (ISRAEL)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے چھوٹے بھائی محمد اکرم صاحب گجراتی قادیان کو یکم اپریل ۱۹۹۴ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت بچی کا نام "نائلہ منا بعل" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم درویش قادیان کی پوتی اور مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم بھدرواہ کی نواسی ہے۔ بچی کے صالح خادمہ دین اور قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

محمد منور گجراتی قادیان

بقیہ صفحہ نمبر ۲ اداریہ

رجالاً کثیراً ونساءً (نساء:۱) یعنی اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلا دیئے۔

اسی طرح دونوں میں مساوات کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر مرد کوئی کام کریگا تو اس کا بدلہ اسے ملے گا اور اگر عورت کوئی کام کرے گی تو اس کا بدلہ اسے ملیگا دونوں اپنے دائرہ کار میں آزاد ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن (النساء ۲۳)

ایک موقعہ پر فرمایا ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (بقرہ ۱۸۸) یعنی عورتیں بھی تمہارے لئے اسی طرح لباس ہیں جیسے تم ان کا لباس ہو۔ انسانی پیدائش کی غرض و غایت تو خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔۔ اور اس عبادت کے قیام کے لئے جو ذمہ داری مردوں کی ہے وہی عورتوں کی ہے جو سہولتیں مردوں کو حاصل ہیں مثلاً نماز قصر کرنا، جمع کرنا اسی طرح روزوں اور حج کے تعلق سے عورت کو یکساں طور پر حاصل ہیں۔ بلکہ اسکی مجبوریوں کے تحت اس کو مزید رخصت حاصل ہے۔ الغرض کوئی اسلامی عبادت ایسی نہیں جو مردوں کے لئے تو مقرر ہو اور عورتیں اس سے محروم ہوں اور اجر و ثواب میں کسی طرح کی ان کے لئے کمی ہو جس طرح عبادات کے نتیجہ میں ایک مرد خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت بھی خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (نساء ۱۲۳) ترجمہ: اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورت مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائیگا ایک مقام پر فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے مردوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی تیار کیا ہے۔ فرمایا:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (الاحزاب: ۳۶)

ترجمہ:- یقیناً کامل مسلمان مرد اور کامل مسلمان عورتیں اور کامل مومن مرد اور کامل مومن عورتیں اور کامل فرمانبردار مرد اور کامل فرمانبردار عورتیں اور کامل راست گو مرد اور کامل راست گو عورتیں اور کامل صبر کرنے والے مرد اور کامل صبر کرنے والی عورتیں اور کامل عجز دکھانے والے مرد اور کامل عجز دکھانے والی عورتیں اور کامل صدقہ کرنے والے مرد اور کامل صدقہ کرنے والی عورتیں اور کامل روزہ گذار مرد اور کامل روزہ گذار عورتیں اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش کا سامان اور بڑا انعام تیار کر رکھا ہے۔ اسی طرح اعلان عام فرمایا کہ جو بھی مرد یا عورت خدا تعالیٰ سے لقاء کی تمنا کرتا ہے وہ عمل صالح کرے حسب اعمال سب کو پھل ملیگا۔ اگر ام موسیٰ اور ام عیسیٰ کو الہام ہونے کی خبر قرآن نہ دیتا تو ان کے اس مقام کا پتہ کیسے چلتا حضرت مریم علیہا السلام کے صدیقہ ہونے کی شہادت خود قرآن نے دی ہے۔ جہاں تک روحانی مدارج کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جو درجے مردوں کو حاصل ہو سکتے ہیں ان سے عورتیں کسی طرح بھی محروم نہیں رکھی گئیں۔ باقی رہا رسالت کا درجہ تو یہ کوئی کسبی کمال نہیں ہے کہ ہر مرد اس کو حاصل کر لے یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس شخص پر ڈالی جاتی ہے جسکو وہ مناسب سمجھتا ہے اس کے فرائض ایک عورت کی نسبت مرد زیادہ پختگی اور ذمہ داری سے بجا لا سکتا ہے۔ اور عورت بوجہ اپنی خلقی کمزوری کے اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اس کے لئے یہ ذمہ داری تکلیف مالایطاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ ایک عورت رسول نہیں بن سکتی تاہم رسول کی والدہ ہونے کا شرف ایسا ہے جو اس سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

کیا عورت کو اس سے بڑھ کر کوئی مقام مل سکتا ہے کہ اعلان قرآن مجید کی اس آیت سے بڑھ کر کوئی کر سکتا ہے جس میں مومنوں کی مثال عورتوں سے دی گئی ہے۔ فرمایا۔ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ... وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا (تحریم: ۱۲-۱۳)

اسی طرح زندگی کے دیگر معاملات مثلاً شادی بیاہ ورثہ نکاح طلاق خلع رضاعت اور بہت سے معاملات ایسے ہیں جن کو بتفصیل بیان کر کے عورتوں کے حقوق کا قیام اور ان کی حفاظت ہمیشہ کے لئے کر دی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)

=(قریشی محمد فضل اللہ قائمقام ایڈیٹر)=

چھٹی مجلس مشاورت بھارت

بتاریخ ۲۹ ردسمبر

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اطلاع کی جاتی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی چھٹی مجلس مشاورت مورخہ ۲۹ ردسمبر ۱۹۹۴ء کو قادیان میں منعقد ہوگی۔

جماعتیں اپنی تجاویز مجلس عاملہ میں منظوری کے بعد ۱۳ر اکتوبر تک خاکسار کو بھجوادیں نیز شوریٰ کے نمائندگان کا اجلاس عام میں انتخاب کرکے ۲۱ر اکتوبر تک منتخب نمائندوں کے اسماء سے خاکسار کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ (محمد انعام غوری سیکرٹری مجلس مشاورت)

بقیہ صفحہ اول سے: مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں ان کے رشتہ دار کافی دنیا میں خدا کے فضل سے پھیلے ہوئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کی برکت سے اس خاندان کو بہت برکت ملی ہے۔ سب دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ میرا خیال ہے وصال کے وقت تک یہ ایک جوڑا ایک سو چھتیس بن چکا تھا (از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۹۴ء)

بقیہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی

ستمبر ۱۹۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر سڈنی (آسٹریلیا) کی مسجد بیت الہدیٰ کی بنیاد کی تاریخی تقریب میں آپ کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ازاں بعد صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر برطانیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء میں بھی آپ شامل ہوئے۔ حضور نے سٹیج پر آپ کو بٹھایا اور فرمایا۔

"اب میں ایک شخص کا تعارف آپ سے کروانا چاہتا ہوں جو آسمانی بادشاہ کے نمائندہ کے طور پر یہاں آیا ہے"۔

ازاں بعد قادیان دارالامان کے صد سالہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء پر بھی آپ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دلی تمنا اور خواہش پر قادیان تشریف لے گئے جہاں ہزاروں احمدیوں نے مسیح محمدیؑ کے اس فدائی و شیدائی صحابی کی زیارت کی اور زمرہ تابعین میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کو اپنی رضا کی جنت میں بلند مقامات عطا فرمائے اور تمام پسماندگان و عزیزان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰ر جون ۹۴ء)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔"
(کشتی نوح)

ارشادِ نبوی
اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ
(غلہ کو روک کر رکھنے والا کہ جب مہنگا ہو جائے تب بیچوں خدا کی رحمت سے دور ہے)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹۔ مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

طالب دعا محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN - LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NEHRU ROAD.
CALCUTTA - 700087.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھر اجیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR QADIAN-143516

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS. POUCHES.
Contact - TAAS & CO.
P 48. PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.
PHONES 263287, 279302.

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

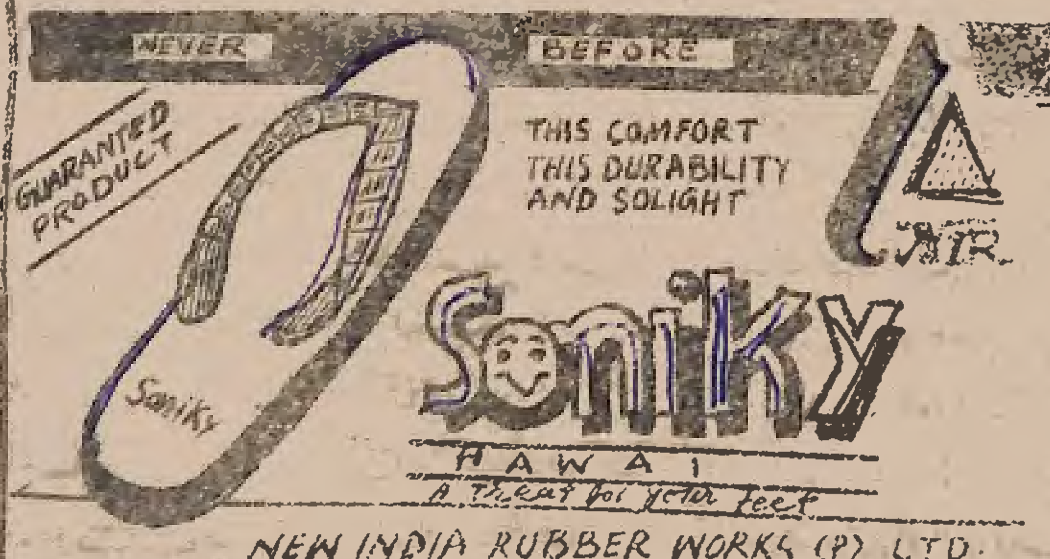

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
باٹلی والا ٹریڈرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۴ء رجسٹرڈ نمبر پی جی ڈی پی - ۲۳